

عیادت کے ۲۳ نسخے ☆

مریضوں اور مصیبت زدگان کے لیے روحانی مرہم

افادات بدیع الزمان سعید نورسیؒ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذہب البأس وحمداً لله على السلامة ،
”تکلیف سے نجات ملی، اس سلامتی پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔“۔ یہ کتابچہ اس حدیث کی روشنی میں
مریضوں کی عیادت، ان کے روحانی علاج اور تسلی و تشفی کے پیش نظر لکھا گیا ہے۔ یہاں ہم نے
اجمالی طور پر ۲۳ نسخے بیان کیے ہیں جو ان شاء اللہ مصیبت زدگان اور مریضوں کے لیے۔۔۔ جو
انسانیت کا دسواں حصہ ہیں۔۔۔ روحانی مرہم ثابت ہوں گے۔ (مولف)

پہلا نسخہ: بیماری، باعث خیر

پیارے مریض بھائی! پریشان نہ ہو، صبر کرو۔ آپ کی بیماری آپ کے لیے نقصان دہ
نہیں بلکہ یہ دراصل ایک دوا ہے۔ اس لیے کہ زندگی، سرمایے کی مانند ہے، اگر اس سے نفع حاصل
نہ ہو تو پوری زندگی اکارت جانے کے مترادف ہے، خصوصاً جب زندگی آرام اور غفلت کے
ساتھ گزرے اور اپنے انجام کی طرف تیزی سے بڑھتی رہے۔ بیماری زندگی کی حقیقی قدر و قیمت کا
احساس دلاتی ہے۔ دورانِ علالت یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تیزی سے گزرنے والے لمحات
رک گئے ہوں، وقت تھم گیا ہو، بلکہ بیماری اور تکلیف کے باعث وقت کٹتا ہی نہیں۔ تکلیف کے یہ
طویل لمحات جو زندگی کی رفتار کو سست کر دیتے ہیں، کسی نعمت سے کم نہیں۔ یہ گزری ہوئی زندگی پر

☆ عربی ترجمہ: احسان قاسم صالحی، اردو ترجمہ: گل زاہد شیرپاؤ

ٹھہر کر سوچنے کا موقع دیتے ہیں۔ یہ غور و فکر ذاتی احتساب اور جائزہ زندگی کے سرمایے کی حقیقی قدر کو اجاگر کرتا ہے اور انسان آئندہ بہتر زندگی گزارنے پر سنجیدگی سے غور کرتا ہے۔ علالت کے یہ طویل لمحات زندگی کی قدر کا باعث بنتے ہیں اور صحت یاب ہونے کے بعد ٹھہری ہوئی زندگی ایک بار پھر پوری قوت سے صحیح سمت میں دوڑنے لگتی ہے۔ لہذا بیماری کو صبر و حوصلے سے کاٹنا چاہیے، یہ بھی باعث خیر ہے، یقیناً مومن ہر حال میں خیر ہی سمیٹتا ہے۔

دوسرا نسخہ: صبر پر بیش بہا اجر

اے انتہائی صبر کرنے والے مریض! صبر کا زیور پہنے رہو، بلکہ شکر کر کے اپنے آپ کو اس کی زینت سے مزین کرو۔ ممکن ہے کہ آپ کی زندگی کے یہ مختصر لمحے طویل عبادت میں بدل جائیں۔ اس لیے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ عبادت ہے جس میں اعضا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کیا جاتا ہے، جیسے نماز، دعا وغیرہ۔ دوسری وہ عبادت ہے جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس میں مصیبت زدہ شخص دل ہی دل میں اپنے رب کے سامنے اپنی بندگی و عاجزی کا اقرار کرتا ہے اور اسی سے مدد کا طلب گار ہوتا ہے۔ وہ اپنی بیماری اور مصائب کے دوران احساس و شعور کی گہرائی کے ساتھ اپنی عاجزی و کمزوری کا ادراک کرتا ہے اور اس کے وجہ سے وہ ہر قسم کے ریا سے پاک روحانی عبادت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

اس حوالے سے کئی احادیث صحیحہ ہمیں ملتی ہیں جو رہنمائی کرتی ہیں کہ زندگی امراض اور بیماریوں کا مجموعہ ہے جو مومن کے لیے عبادت کی حیثیت رکھتی ہیں بشرطیکہ آدمی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہ کرے اور اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یہ بات متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ صابرین اور شاکرین کی بیماری کا ایک لمحہ پورے گھنٹے کی عبادت کے برابر ہے اور جو لوگ تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں ان کی بیماری کا ایک لمحہ پورے دن کی عبادت کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ اس لیے اے برادر عزیز! آپ اس بیماری پر گلہ شکوہ نہ کریں جو آپ کی زندگی کے ایک مشکل ترین لمحے کو بیش قیمت لمحات میں تبدیل کر دیتی ہے اور آپ کی مختصر عمر کو عمر دراز میں بدل دیتی ہے۔ آپ کو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

تیسرا نسخہ: ایک منخلص واعظ و ناصح

اے مریض بھائی! انسان اس دنیا میں محض عیش و عشرت کے لیے نہیں آیا۔ جو بھی آیا ہے بالآخر اسے ایک روز سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جانا ہے۔ ہرگز رنے والا لمحہ موت سے ہم کنار کر رہا ہے، جوانی تیزی سے بڑھاپے میں ڈھل رہی ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو پر تعیش زندگی اور اپنی دنیا میں مگن ہیں اور خدا اور خوفِ خدا سے بالکل بے نیاز ہوتے ہیں۔ اگر کبھی گردشِ زمانہ سے تنگ دستی و در ماندگی کا شکار ہو جاتے ہیں تو اپنے ماضی کو یاد کر کے اور اپنی موجودہ مصائب دیکھ کر لرز جاتے ہیں اور زندگی ہی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

یہ بیماری ہی ہے جو غفلت میں مبتلا شخص کو جو پر تعیش زندگی گزار رہا ہو اور اپنی دنیا میں مگن ہو، زندگی کی حقیقت سے باخبر کرتی ہے اور آخرت کی فکر سے ہم کنار کرتی ہے اور اس کی آنکھیں کھول دیتی ہے۔ گویا کہ بیماری اس سے کہہ رہی ہے: تم یہاں ہمیشہ نہیں رہو گے، تم آزاد نہیں ہو کہ جو چاہو کرو، بلکہ تم ایک ڈیوٹی پر مقرر ہو، دھوکے میں نہ آؤ، اپنے رب کو یاد کرو اور جان لو کہ تم قبر میں جانے والے ہو، اس کے لیے تیاری کرو۔ اس طرح بیماری ایک واعظ، مرشد اور بیدار کرنے والے کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے بعد شکوہ و شکایت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، بلکہ شکر کے سائے میں پناہ لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یوں زندگی کی حقیقی قدر کا احساس ہوتا ہے۔ اگر تکلیف بہت زیادہ ہو جائے تو صبر جمیل سے کام لو۔

چوتھا نسخہ: خود شناسی اور خدا شناسی

اے شکایت کرنے والے مریض! یہ بات آپ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ کو شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، الٹا آپ پر شکر اور صبر لازم ہے، اس لیے کہ آپ کا جسم، آپ کے اعضا اور سامانِ دنیا آپ کی ملکیت نہیں ہے۔ آپ نے ان میں سے کون سی چیز خود بنائی ہے؟ جب اس کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کسی اور کی ملکیت ہیں۔ ان چیزوں کا مالک جس طرح چاہے ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مالدار اور ماہر ڈیزائنر کسی آدمی کو مقررہ اجرت پر اس کام پر لگا دیتا ہے کہ وہ ایک گھنٹے تک ایک ماڈل کا کردار

ادا کرے۔ وہ اسے کبھی بٹھاتا ہے، کبھی کھڑا کرتا ہے، کبھی ایک قسم کا لباس پہناتا اور کبھی دوسری قسم کا، کبھی کوئی تبدیلی کرتا ہے اور کبھی کوئی۔ کیا اس پر اس شخص کو اعتراض کا کوئی حق حاصل ہے؟ اس لیے نہیں کہ اسی بات کی تو اس نے اجرت لی ہے۔

اگر ایک مزدور کو یہ بات کرنے کا حق حاصل نہیں ہے تو جو سب سے بڑا معبود ہے اس کو آپ کیسے اس طرح کی بات کہہ سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے آپ کے جسم کو بنایا ہے، آپ کو حواسِ خمسہ سے نوازا ہے، پھر وہ اپنے اسمائے حسنیٰ کے نقوش کو ظاہر کرنے کے لیے اس میں مختلف تبدیلیاں کرتا ہے اور آپ کے جسم کو مختلف صورتوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ جب آپ بھوک پیاس کی تکلیف محسوس کرتے ہیں تو آپ کو اس کی رزاقیت کا تعارف حاصل ہو جاتا ہے اور جب آپ بیمار پڑ جاتے ہیں تو آپ کو اس کے شافی ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ آپ اپنے آپ کو جانیں گے اور اپنے رب کو پہچانیں گے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو بیماری کے حجاب کے پیچھے چھپی ہوئی ہے۔

پانچواں نسخہ: حقیقی تندرستی کا پیغام

اے مصیبت زدہ! بعض لوگوں کے لیے بیماری ایک طرح کا احسان اور خدائی تحفہ ہے۔ یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو زیادہ بیماری کے درد و کرب میں مبتلا ہوتا ہے وہ آخرت کے بارے میں زیادہ فکرمند ہوتا ہے۔ وہ عام لوگوں کی طرح غفلت میں مدہوش نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ اپنی بیماری اور مصیبتوں کی وجہ سے کسی حد تک اپنے نفس کو حیوانی خواہشات سے بچاتا ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو تندرستی کی نعمت سے مالا مال ہیں مگر اپنی ابدی زندگی کو سنوارنے والے اعمال کا کوئی خیال ہی نہیں رکھتے، بلکہ دنیوی زندگی کے چند لمحوں کو خوب صورت بنانے کے لیے خدا کے حکام کو ڈھادینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ وہ نماز کو خیر باد کہہ دیتے ہیں اور آخرت کو بھلا کر اللہ تعالیٰ سے بے پروا ہو جاتے ہیں؛ جب کہ بیمار اپنے مرض کے سبب اپنی آنکھوں سے اپنی قبر کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوتا ہے جو اس کا یقینی گھر ہے اور وہاں جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس طرح مریض کے اندر تحریک پیدا ہوتا ہے اور اُس کے مطابق وہ اپنا عمل درست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے یہ بیماری تو آپ کے لیے حقیقی تندرستی کا پیغام ہے۔

چھٹا نسخہ: درد و غم کی حقیقت

اے درد والہم کی شکایت کرنے والے مریض! آپ اپنی گذشتہ زندگی پر غور کریں۔ اس کے خوش گوار ایام کو بھی یاد کریں اور مشکل لمحات کو بھی ذہن میں تازہ کریں۔ آپ کی زبان سے بے اختیار 'آہ' یا 'آہا' کی آواز نکلے گی۔ گویا آپ یا تو خوش ہو کر اپنی زندگی پر اللہ کی حمد و ثناء بیان کریں گے یا پھر غم و اندوہ کی وجہ سے ڈوبتی ہوئی آواز میں اظہارِ افسوس کریں گے۔ اب آپ غور کریں کہ گزری ہوئی تکالیف اور مصیبتیں جب آپ کے ذہن میں آتی ہیں تو کس طرح آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور آپ کتنی روحانی لذت محسوس کرتے ہیں اور آپ کی زبان سے بے اختیار 'الحمد للہ' کے الفاظ نکلتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تکلیف ختم ہوتی ہے تو اس سے ایک قسم کی لذت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے۔ رہے خوشی کے لمحات تو وہ چھن جانے اور احساس محرومی کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے حسرت و یاس کے کرب سے دوچار کر دیتے ہیں؛ جب کہ بیماری تو عارضی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ اُس لذت روحانی کے علاوہ جو بیماری ختم ہونے پر فطرتاً آدمی کو محسوس ہوتی ہے، اس میں آدمی کے لیے آخرت کے حوالے سے بھی ثواب اور اجر کا سامان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ عارضی بیماری، جس میں آپ مبتلا ہیں، کے نتائج پر نگاہ رکھیے اور اس کے پہلو بہ پہلو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ثواب کے بارے میں سوچیے۔ شکر کا دامن تھامے رکھیے اور شکوہ و شکایت سے بالاتر رہیے۔ اور یہ بات ذہن میں رکھیے کہ کوئی حالت بھی ہمیشہ باقی نہیں ہوتی۔

بیماری جب ہمیں اس لطیف اور دقیق نکتے کی طرف متوجہ کرتی ہے تو درحقیقت وہ ہمارے دل کی گہرائیوں میں یہ سرگوشی کرتی ہے کہ: دھوکے سے نکل آؤ اور اپنی حقیقت پہچانو۔ اپنی ذمہ داری کا احساس کرو اور یہ بات جاننے کی کوشش کرو کہ دنیا میں تمہارے آنے میں کیا حکمت اور مقصد پوشیدہ ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ دنیا کی لذتیں ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتیں، خصوصاً جب ناجائز ہوں، اور صرف یہ نہیں کہ وہ دائمی نہیں ہوتیں بلکہ آدمی کو گناہ اور جرم پر آمادہ کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ اس بات پر بالکل نہ روئیں کہ بیمار ہو کر آپ نے دنیوی لذتیں کھودی ہیں، آپ کو تو اس پر الٹا خوش ہونا چاہیے۔ آپ عبادت کے روحانی معنی جو آپ کی بیماری کے ضمن میں موجود ہیں اور اخروی اجر پر جو اس نے آپ کے لیے چھپا رکھا ہے، غور کریں اور کوشش کریں کہ یہ خالص اور پاکیزہ ذائقہ چکھیں۔

ساتواں نسخہ: احساسِ نعمت

اے مریض جو تندرستی کی نعمت کھو چکے ہو! آپ کا مرض اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کی لذت کو مٹاتا نہیں جو تندرستی میں آپ کو ملتی ہیں؛ بلکہ اس کے برعکس وہ آپ کو یہ لذت چکھادیتا ہے اور اس میں اضافہ کر کے مزید خوش ذائقہ بنا دیتا ہے۔ اس لیے کہ ایک چیز جب دائمی ہو جاتی ہے اور اس کی حالت ایک جیسی رہتی ہے تو اس کے ذائقے اور اثرات میں کمی آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اصحابِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ چیزوں کی صحیح پہچان اس کی ضد سے ہوتی ہے۔ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو روشنی کا کسی کو احساس ہی نہ ہوتا اور وہ بغیر کسی لذت کے گزر جاتی، اگر ٹھنڈک نہ ہوتی تو گرمی کسی کو معلوم ہی نہ ہوتی اور اُس کا کوئی مزانہ ہوتا، اگر بھوک نہ ہوتی تو کھانے سے کسی کو کوئی مزا اور ذائقہ ہاتھ نہ آتا، اگر پیاس نہ ہوتی تو پانی پینے سے ہمیں کوئی لذت حاصل نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر بیماری نہ ہوتی تو تندرستی بے مزہ ہو کر رہ جاتی۔

خالقِ حکیم جب انسان کو اپنے مختلف احسانات کا احساس دلا کر اور اپنی نعمتوں کا مزا چکھا کر اپنے دائمی شکر کی طرف لانا چاہتا ہے تو اس کو بے شمار طریقوں سے اس امر کے لیے تیار کرتا ہے کہ وہ مختلف قسم کی ہزاروں نعمتوں کا ذائقہ چکھ لے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقصد کے لیے جس طرح صحت و عافیت سے سرفراز کر کے احسان فرماتا ہے، اسی طرح بیماریاں اور تکلیفیں بھی نازل کرے۔

میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بیماری، جس میں آپ مبتلا ہیں، نہ ہوتی تو کیا آپ کے بس میں یہ بات تھی کہ آپ صحت میں چھپی ہوئی نعمت کو محسوس کرتے؟ اور کیا آپ کی قدرت تھی کہ اس نعمت ربانی کا مزا چکھتے جس سے یہ نعمت وجود میں آئی ہے؟ مجھے یقین ہے کہ آپ شکر کے بجائے نسیان کا شکار ہوتے، یا اس تندرستی کا مصرف یہ ہوتا کہ آپ غفلت و نادانی میں مبتلا ہوتے اور آپ کو اس کا احساس تک نہ ہوتا۔

آٹھواں نسخہ: معرفتِ رب

اے اپنی آخرت کو یاد کرنے والے مریض! آپ کی بیماری تو صابن کی طرح ہے، یہ آپ

کے میل کچیل کو ڈور کرتی ہے آپ کے گناہوں کو مٹاتی ہے اور خطاؤں سے معافی کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بیماریاں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں (بخاری)۔ اس لیے کہ گناہ ابدی زندگی کے لیے دائمی بیماری کی حیثیت رکھتا ہے اور اس دنیا میں بھی یہ دل و روح اور وجدان میں غیر محسوس بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ جب آپ صبر کریں گے اور شکوہ شکایت سے اجتناب کریں گے تو آپ اس موجودہ بیماری کے ذریعے اپنے آپ کو بہت سی دائمی بیماریوں سے بچالیں گے اور جب آپ اپنے گناہوں سے غافل ہوں گے آخرت کو بھلا دیں گے اور اپنے رب سے بے پروا ہوں گے تو میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ آپ ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہیں جو اس وقتی بیماری کے مقابلے میں ہزاروں اور لاکھوں گنا زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہے۔ اس مہلک بیماری سے بچنے۔ اس لیے کہ آپ کا دل و جان اور آپ کی روح سب دنیا کے ساز و سامان کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ چیزیں یقیناً فراق اور زوال کی تلواروں سے کٹنے والی ہیں۔

اس کا لازمی تقاضا ہے روح کی بہتری اور حقیقی شفا کی فکر کی جائے۔ میرا نہیں خیال کہ یہ علاج آپ کو ایمان کے بعد اور اس کے شفا دینے والے مرہم کے علاوہ کہیں اور سے مل سکے گا۔ اور جان لو کہ اس علاج تک پہنچنے کا مختصر ترین راستہ یہ ہے کہ عاجزی اور فقیری اختیار کی جائے۔ یہ دونوں صفات انسان کی جبلت میں پیدا کی گئی ہیں۔ یہ بیماری ہی ہے جو آخرت کی فکر پیدا کرتی ہے، عاجزی و در ماندگی اور فقر کا احساس اجاگر کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آپ قادر ذوالجلال کی قدرت اور اس کی وسیع رحمت کی معرفت بھی حاصل کر لیں گے۔

نواں نسخہ: موت کے خوف کی حقیقت

اے اپنے خالق پر ایمان لانے والے مریض! بیماری سے فکر مند ہونا، اس سے خوف کھانا اور اس سے پریشانی لاحق ہونا، یہ ایسے احساسات ہیں جن کی بنیاد پر یہ خیال ہوتا ہے کہ بیماری کبھی کبھی موت اور ہلاکت کا ذریعہ بنتی ہے، اور غافل نگاہوں سے دیکھیں تو موت بظاہر ایک وحشت ناک اور ڈراؤنی چیز ہے۔ لہذا جو بیماریاں اس ڈراؤنی موت کا ذریعہ بنتی ہیں ان کے

آنے سے پریشانی اور اضطراب کا پیدا ہونا فطری ہے۔ لیکن آپ اچھی طرح جان لیں اور اس پر قطعی ایمان لائیں کہ: زندگی کا آخری وقت معین ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

موت، جس طرح عام مشاہدہ ہے، فی نفسہ ڈرانے والی نہیں ہے۔ موت تو مومن کے لیے عافیت ہے، اس سے وہ زندگی کی ذمہ داریوں اور اس کی کلفت و مشقت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ موت اُس عبودیت سے آزادی کا نام ہے جو دنیا کے آزمائشی میدان میں اس کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کی گئی تھی۔ مزید یہ کہ موت، آدمی کے لیے اپنے حقیقی وطن اور دائمی سعادت کے ابدی مقام و مرتبے تک پہنچنے کا وسیلہ بنتی ہے۔ یہ دنیا کی کوٹھڑیوں سے نکلنے اور جنت کے باغچوں میں داخل ہونے کی ایک دعوت ہے اور یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب آدمی اپنی محنت کی اجرت وصول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، وہ اجرت جو خالق رحیم کے خزینہ احسان کا منہ کھول دیتی ہے۔

جب موت کی حقیقت یہ ہے تو پھر یہ مناسب نہیں کہ اس کو ایک ڈراؤنی چیز سمجھا جائے بلکہ یہ بات لازم ہے کہ موت کو رحمت و سعادت کی بشارت سمجھا جائے۔ یہاں تک کہ بعض اہل اللہ موت سے اس وجہ سے نہیں ڈرتے تھے کہ یہ ایک ڈراؤنی چیز ہے بلکہ وہ موت کی تاخیر اس وجہ سے چاہتے تھے کہ اگر زندہ رہیں تو مزید نیکیاں کر کے زیادہ ثواب کما سکیں۔۔۔ پس موت اہل ایمان کے لیے رحمت کا دروازہ ہے اور گمراہ لوگوں کے لیے ابدی اندھیروں کا اندھا کنواں۔

دسواں نسخہ: اضطراب و بے چینی کا علاج

اے مضطرب مریض! آپ بیماری کی شدت سے مضطرب ہیں، اگر یہ اضطراب اسی طرح برقرار رہا تو اس سے آپ کی بیماری میں مزید اضافہ ہوگا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مرض ہلکا ہو جائے تو کوشش کریں کہ آپ اضطراب کا شکار نہ ہوں۔ آپ کو چاہیے کہ بیماری کے خیر کے پہلو، اس کے ثواب اور اس بات پر غور کریں کہ یہ بیماری حقیقت میں شفا کا پیش خیمہ ہے۔ اپنے دل سے اضطراب کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں تو بیماری خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اضطراب اور وہم بیماری کو دو بالا کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ اضطراب ظاہری بیماری کی آڑ

میں دل کے اندر نفسیاتی بیماری کو پھیلا دیتا ہے جس سے جسمانی بیماری بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جب آپ اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیں، بیماری کی حکمت کو پیش نظر رکھیں، اور راضی بہ رضا رہنے والے اضطراب و وہم کو اپنے دل سے دور کر دیں تو جسمانی بیماری اپنی ایک مضبوط جڑ سے محروم ہو جائے گی اور پھر آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔ اس کے برعکس اگر اوہام اور پریشانیاں آپ کی جسمانی بیماری کا ساتھ دیں تو یہ اوہام آپ کے اضطراب کی وجہ سے دسیوں گنا بڑھ جاتے ہیں۔

پریشان ہونا بذاتِ خود ایک بیماری ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بیماری کی حکمت پر غور کیا جائے۔ جب آپ اس کی حکمت اور فوائد کو سمجھیں گے تو یہ ایک مرہم ہوگا جو آپ کی بیماری کو ختم کرے گا اور آپ کی جان چھوٹ جائے گی۔ بیماری میں 'ہائے' افسوس، کی جگہ 'الحمد للہ علی کل حال' کہنا چاہیے۔ ایک بندے کو اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے کہ یہی مالک کی مرضی ہے۔ یہ کیفیت اضطراب کو صبر و استقامت میں بدل دیتی ہے اور مصیبت و پریشانی ہلکی محسوس ہونے لگتی ہے۔

گیارہواں نسخہ: شکوہ نہیں صبر

اے مریض بھائی جس کا صبر تمام ہو چکا ہے! یہ بات ٹھیک ہے کہ بیماری سے آپ کو عارضی طور پر تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب بیماری دور ہو جاتی ہے تو آپ کو ایک روحانی لذت اور جسمانی مسرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ آج کے بعد آنے والے زمانے میں آپ بیماری کی کوئی تکلیف محسوس ہی نہیں کریں گے۔ جب بیماری کے دن گزر گئے تو اس کے ساتھ ہی اُس کا درد بھی جاتا رہا۔ البتہ بیماری کا ثواب اور اس کے ختم ہونے کی لذت باقی رہے گی۔ ایسی صورت حال میں آپ پر لازم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کے ذریعے جو بدلہ دیتا ہے اس کی خوشی کو یاد کر کے اپنا شرح صدر کریں۔

رہی یہ بات کہ اگلے دنوں میں کیا ہوگا، تو آپ کو اس کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ تو ابھی آئے نہیں ہیں۔ یہ تو نادانی ہے کہ آپ ابھی سے اس چیز کے بارے میں فکر مند ہوں جو ابھی موجود نہیں، اور اس بیماری سے پریشان ہوں جو ابھی آئی نہیں ہے، اور اس مصیبت پر متفکر ہوں جو ابھی نازل نہیں ہوئی۔ اس قسم کے وہم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ ایسی

الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں جن سے آپ کا اجر تمام ہو جاتا ہے۔
پس اے میرے بھائی! آپ کو اللہ تعالیٰ نے صبر کی جو بے پایاں قوت دی ہے اس کو ضائع نہ کریں بلکہ اس کو جمع کر کے رکھیں تاکہ تکلیف کے موقع پر آپ کے کام آئے۔ اور جب آپ کو تکلیف ہو تو ”یا صبور“ کا ورد کریں اور صبر کرتے ہوئے اس کو ثواب کا ذریعہ سمجھیں۔

بارہواں نسخہ: عبادت کی کمی کا بدل

اے مریض! جو اپنی بیماری کی وجہ سے عبادت اور ذکر و اذکار سے محروم ہو، اور اس محرومی کی بنا پر افسوس کا اظہار کرتا ہو! آپ کے پیش نظر اس حدیث کا مفہوم رہنا چاہیے جس کے مطابق مومن جب کسی عبادت کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کا ثواب اس کو بیماری کے دنوں میں بھی جب کہ وہ عبادت نہیں کر پاتا۔۔۔ مسلسل ملتا رہتا ہے (احمد، بخاری)۔ بیماری اس کے ثواب میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس لیے کہ جو مریض صحت کی حالت میں فرائض اور بقدر استطاعت نوافل ادا کرتا ہے، بیماری اس کے لیے ان سب کی قائم مقام ہو جاتی ہے۔ جب مریض صبر، توکل اور فرائض کی ادائیگی کی زینت سے مزین ہو جاتا ہے تو یہ سخت تکلیف کے موقع پر اس کے لیے اللہ کی طرف لوٹ جانے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔ لہذا حالت صحت میں جتنی بھی عبادت تسلسل اور دوام کے ساتھ کی جاسکے ضرور کرنی چاہیے۔

اسی طرح جب بیماری انسان کو اس کی کمزوری اور عاجزی کا احساس دلاتی ہے تو مریض نہ صرف زبان سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے گڑگڑا کر دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انتہائی عاجز اور کمزور اسی لیے تو بنایا ہے تاکہ یہ ہمیشہ کے لیے بارگاہ الہی کی طرف رجوع کرتا رہے اور امید ورجا کے ساتھ دعا کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ مَا يَغْتَبُؤْا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان ۲۶: ۷۷) ”اے نبی، لوگوں سے کہو، میرے رب کو تمہاری کیا حاجت پڑی ہے اگر تم اُس کو نہ پکارو“۔ جب بیماری انسان کی پیدائش کے بنیادی مقصد اور اہم ترین حکمت یعنی پر خلوص دعا کا سبب ہے تو اس کی شکایت کرنا درست نہیں، اس پر شکر کرنا لازم ہے۔

تیسرا نسخہ: ایک بیش قیمت اثاثہ

اے بیماری کی شکایت کرنے والے عاجز بندے! بیماری تو بعض لوگوں کے لیے سرمایہ حیات بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بیش قیمت تحفہ ثابت ہوتی ہے۔ ہر مریض اپنی بیماری کو اسی قسم کی بیماری سمجھ سکتا ہے۔ یہ حکمت الہی ہے کہ کسی بھی انسان کو اپنا آخری وقت معلوم نہیں، تاکہ انسان ہمیشہ کے لیے ناامید بھی نہ ہو اور دائمی غفلت میں بھی نہ پڑے، بلکہ وہ امید ورجا کے مابین رہے۔ اس طرح اس کی آخرت ہی نہیں دنیا بھی نقصان و خسارے کا شکار ہونے سے بچ جاتی ہے۔ گویا کہ انسان کا آخری وقت کسی بھی لمحے آسکتا ہے، اگر یہ وقت آجائے اور انسان اخروی زندگی کو دائمی تباہی کے گڑھے میں پھینکنے والی غفلت میں پڑا ہوا ہو تو یہ اس کے لیے بہت بڑا نقصان ہوگا۔ بیماری اس غفلت کو ختم کر دیتی ہے اور آخرت کی یاد کو از سر نو تازہ کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ ایک بڑی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور محض چند دنوں میں اُن تمام گناہوں سے چھٹکارا پالیتا ہے جن کا ارتکاب وہ برسوں سے کر رہا تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا اللہ کے ہاں ایک مقام ہوتا ہے جس کو وہ اپنے اعمال سے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ اس طرح وہ اپنا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ (حدیث حسن، مسند ابویعلیٰ ۴/۱۴۴، ابن حبان ۶۹۳)

جب بیماریوں میں یہ بڑے بڑے فوائد مستور ہیں تو شکایت کے کیا معنی؟ ہمیں تو چاہیے کہ رحمت الہی پر اعتماد کریں اور حمد و شکر کرتے ہوئے ان پر قانع ہو جائیں۔

چودھواں نسخہ: بینائی سے محرومی پر اجر عظیم

اے بیمار جو بینائی سے محروم ہو گیا! جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ دنیا میں روشنی بھی ہے، اگرچہ میری آنکھوں پر پردے ہیں لیکن اہل ایمان کی آنکھوں پر پڑے ہوئے ان پردوں کے پیچھے ایمان کی روشنی موجود ہے تو یقیناً آپ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ میرے مہربان پروردگار ہزار بار شکر یہ۔ جب ایک مومن کی آنکھوں پر پردہ آیا ہو اور اس صورت میں وہ وفات پا جائے تو وہ اپنے مرتبے کے لحاظ سے عالم نورانی کو دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ وسیع نظروں سے دیکھ

سکے گا، جس طرح کہ دنیا میں ہم اپنی آنکھوں سے اکثر چیزیں دیکھ سکتے ہیں اور اندھے لوگ ان چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس طرح مرنے کے بعد یہ ناپینا، اگر مومن ہوں تو وہ اپنے مرتبے کے لحاظ سے دوسروں سے زیادہ اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ وہ جنت کے باغات اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے، گویا کہ اُن کا سرمایہ آخرت ان کے لیے جمع کیا گیا تھا۔ ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق جنت کے خوب صورت مناظر کو دیکھے گا۔

اس لیے میرے بھائی! جتنا ممکن ہو، آپ کو کوشش کریں کہ آپ اُن نورانی نگاہوں کے مالک بن جائیں جو جنت کے پیچھے دیکھ سکیں درآں حالیکہ آپ تحت اثری میں پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور یہ تب ہوگا کہ آپ اس پردے پر صبر کریں جو دنیا میں آپ کی آنکھوں پر آ گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ آپ کو جان لینا چاہیے کہ روحانی آنکھوں کا اسپیشلسٹ اور آپ کی معنوی نگاہوں پر پڑے ہوئے پردوں کو ہٹانے والا ڈاکٹر، قرآن ہے۔ اس سے جب آپ کے روحانی پردے ہٹ جاتے ہیں تو آپ کو آخرت میں سب چیزیں صاف نظر آئیں گی۔

پندرہواں نسخہ: مہلک بیماری پر مقام بلند

اے فریاد کرنے والے مریض! آپ فریاد نہ کریں اور نہ اپنی مہلک بیماری کو دیکھ کر رونا دھونا شروع کریں۔ آپ کو چاہیے کہ اس کے مقصد اور چھپی ہوئی حکمت کی طرف دیکھتے ہوئے 'الحمد للہ' کہیں۔

اگر بیماری کا مقصد کوئی اچھا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ترین بندوں کو بیماریوں میں مبتلا نہ کرتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ 'سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء کرام پر آتی ہیں، اس کے بعد اولیا پر اور پھر درجہ بدرجہ باقی لوگوں پر۔ ان سب نے اس طرح کی بیماریوں کا سامنا کیا، اس کو ایک خالص عبادت اور ربانی تحفہ سمجھا اور صبر کا دامن پکڑ کر گویا اپنی مصیبتوں پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس لیے اے درمند اور فریادی مریض! اگر آپ اس عظیم نورانی قافلے کے ساتھ ملنے کی خواہش رکھتے ہیں تو انھی کی طرح صبر و شکر ادا کریں۔

کچھ بیماریاں ایسی بھی ہیں کہ اُن میں آدمی کو موت آ جائے تو آدمی اولیا اللہ کی

صنوں میں پہنچ جاتا ہے۔ گویا کہ یہ ایک معنوی شہادت ہے۔ ان میں سے ایک خواتین کا درد زہ ہے اور دوران زچگی موت پر شہادت۔ اسی طرح پیٹ کا خراب ہونا، پانی میں ڈوب جانا، آگ میں جل جانا اور طاعون ایسی بیماریاں ہیں کہ ان میں مبتلا شخص اگر اپنی بیماری کے دوران مر جائے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اس طرح بہت ساری بابرکت بیماریاں ہیں جن میں مبتلا شخص اگر مر جائے تو ولایت کا درجہ پالیتا ہے۔ بیماری جس طرح حپ دنیا کی شدت کو کم کرتی ہے اسی طرح یہ اپنے احباب سے فراق کے اُس دردناک اور کڑوے گھونٹ کی شدت کو بھی کم کرتی ہے جو موت کے وقت آدمی کو نکلنا ہوتا ہے۔

سولہواں نسخہ: جذبہ اخوت و محبت کا موجزن ہونا

اے پریشان حال مریض! بیماری انسان کو اجتماعی زندگی کی اہم ترین کڑیوں اور خوب صورت ترین رشتوں، یعنی احترام اور محبت کی تلقین کرتی ہے کیوں کہ یہ انسان کو یہ احساس دلاتی ہے کہ وہ دوسروں سے مستغنی نہیں ہے کہ وہ انفرادیت اختیار کرے اور اس کا دل رحم اور شفقت کے جذبات سے خالی ہو۔ یہ بات قرآن کی آیت سے واضح ہے کہ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ ۝ أَنْ رَأَاهُ اسْتَغْنَى ۝ (العلق ۹۶: ۶-۷) ”انسان جب اپنے آپ کو بے پروا دیکھتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے“۔ استغنا کے جال میں پھنسا دینے والا نفس امارہ صحت و عافیت سے وجود میں آتا ہے اور وہ تعلقات اخوت کے احترام کا کما حقہ احساس نہیں کرتا۔ اس طرح اس کو شفقت اور رحم کے اُن جذبات کا احساس نہیں ہوتا جس کی مریض اور مصیبت زدگان ضرور محسوس کرتے ہیں۔

جب انسان پر خود بیماری غالب آتی ہے اور وہ بیماری کی حالت میں آنے والی عاجزی و احتیاج کا ادراک کرتا ہے تو اس کو مومنوں کے اُس احترام کا شعور حاصل ہو جاتا ہے جو وہ اس کے ساتھ برتتے ہیں اور اس کی عیادت کے لیے آتے ہیں۔ اسی طرح اس کو احساس ہوتا ہے کہ مصائب میں مبتلا لوگوں کے ساتھ شفقت کرنا چاہیے اور اس کے دل میں ان کے لیے رحم و شفقت اور محبت کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں جو اسلام کی اہم ترین خصوصیات میں سے ہے۔ پھر جب اس کو موقع ملتا ہے تو اُن کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھاتا ہے اگر تعاون کی طاقت نہ

ہو تو اُن کے لیے دستِ بدعا ہو جاتا ہے۔ اُن کے ہاں آنے جانے اور اُن کا حال احوال پوچھنے کا اہتمام کرتا ہے، اس طرح وہ ایک مسنون عمل کرتے ہوئے بڑے ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

سترھواں نسخہ: بیمار پرسی، عملِ صالح کی بنیاد

اے بیمار! جو اس بات کی شکایت کرتا ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ سے قاصر ہو گیا ہے! آپ شکر کریں۔ بیماری ہی تو ہے جو خلوصِ نیت سے بھرپور اعمالِ صالحہ کا دروازہ کھولتی ہے اور بیمار کی خدمت کرنا نہ صرف دائمی ثواب کا ذریعہ ہے بلکہ یہ قبولیتِ دعا کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ثابت ہوتا ہے۔

بیمار کی خدمت اہلِ ایمان کو بڑے ثواب کا مستحق بناتی ہے اور اُن کی عیادت کرنا اُن کی صحت و عافیت معلوم کرنا، بشرطیکہ اُن پر بوجھ نہ بنا جائے، ایک مسنون عمل ہے اور یہ گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ ”مريض سے دعا کے لیے کہو، اس کی دعا قبول ہوتی ہے“۔ خصوصاً جب مریض قریبی رشتہ دار ہو، مثلاً والد یا والدہ ہو تو ان کی خدمت ایک گراں قدر عبادت بھی ہے اور ایک بہت بڑا ثواب بھی۔ مریضوں کو مطمئن کرنا اور اُن کی ڈھارس بندھانا، ایک بابرکت صدقے کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ اولاد کتنی خوش قسمت ہے جو بیماری میں اپنے والد یا والدہ کی خدمت کرتی ہے اور اُن کے نرم اور پریشان دلوں کو مطمئن کرتی ہے۔ اس طرح وہ اُن کی دعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔ اجتماعی زندگی میں اس روایت کا احترام بھی ہونا چاہیے اور اسے مقامِ بلند ملنا چاہیے بالخصوص والدین کی تیمارداری اور خدمت ایک بلند درجہ ہے جس سے اولاد کی عظمت اور انسانیت کی رفعت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ وہ درجہ ہے جس پر تمام مخلوقات یہاں تک کہ ملائکہ بھی انگشت بندناں رہ جاتے ہیں۔ اولاد کی یہ شان دیکھ کر ان کی زبان سے بے اختیار ما شاء اللہ اور بارک اللہ کی دعائیں نکلتی ہیں۔

مریض کے ساتھ رحمت اور شفقت سے پیش آیا جائے تو اس سے بیمار کی تکلیف معدوم ہو جاتی ہے اور اس کے بدلے میں اُسے ایک خوش گوار لذت محسوس ہوتی ہے۔

مریض کی دعا بھی کسی نعمت سے کم نہیں۔ عبادتِ خود بھی ایک عبادت ہے اس لیے کہ انسان کو جب اپنی عاجزی کا احساس ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحم کا محتاج ہو جاتا ہے۔

جب دعا اخلاص نیت کے ساتھ کی جائے اور یہ عموماً بیماری، ضعف اور عاجزی کے مواقع پر ہوتا ہے، ایسی حالت میں دعا جلد قبول ہوتی ہے اور بیماری اس قسم کی دعا کے لیے ایک بنیاد ہوتی ہے۔ چنانچہ مریض اور اس کی بیمار پرسی کرنے والے مسلمانوں کو اس طرح کی دعا سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

اٹھارہواں نسخہ: زندگی کی قدر کا احساس

اگر زندگی ایک ہی انداز میں صحت و عافیت کے ساتھ گزرتی رہے تو زندگی کی قدر نہیں رہتی بلکہ کبھی کبھی اس زندگی کے بالکل بے مقصد ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی بے مقصد زندگی کو عیش و عشرت کی نذر کر دیتا ہے اور آخری پہلو اس کی نظر سے محو ہو جاتا ہے، لیکن اگر زندگی کے نشیب و فراز کا سامنا ہو تو زندگی انسان کو اپنی اہمیت سے آگاہ کرتی ہے۔

آپ کسی مال دار اور فارغ البال شخص سے، جس کے پاس سب کچھ موجود ہو، پوچھیں کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو مجھے یقین ہے کہ آپ اُس کی زبان سے درد اور افسوس کے کلمات سنیں گے۔ وہ کہے گا: ”ہائے! وقت ہے کہ گزرنے کا نام نہیں لے رہا،“ یا آپ اس کی زبان سے ایسی شکایتیں سنیں گے جو لمبی لمبی امیدوں کا نتیجہ ہوتی ہیں کہ میرا فلاں فلاں کام نہیں ہوا، کاش! کہ میں یہ یہ کر چکا ہوتا۔ اس کے برعکس جب آپ کسی غریب بے کس اور مسائل و مشکلات کے گرداب میں پھنسے ہوئے آدمی سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے مصائب کے باوجود خدا کا شکر ادا کرے گا اور بہتری کے لیے تگ و دو میں مصروف ہوگا۔

اے بیمار بھائی! آپ کو جان لینا چاہیے کہ مشکلات و مصائب اور اسی طرح گناہوں کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ معدوم ہونے والے ہیں۔ جب حقیقت یہ ہے تو آپ جس بیماری میں مبتلا ہیں وہ آپ کے پاس بھیجا ہوا ایک مہمان ہے جو اپنی بہت ساری ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لیے آیا ہے۔ وہ آپ کی زندگی کو پاک و صاف کرتا ہے، وہ آپ کے جسم میں موجود تمام آلات کو اس بیمار عضو کی طرف متوجہ کرتا ہے اور زندگی کی حقیقی قدر کا احساس دلاتے ہوئے رخصت ہو جاتا ہے۔ اس احساس کی قدر کیجیے۔

انیسواں نسخہ: مرض کی حقیقت

اے علاج کی تلاش میں سرگرداں مریض! جان لو کہ مرض کی دو قسمیں ہیں: ایک حقیقی مرض ہوتا ہے اور دوسرا صرف وہم۔

اگر مرض حقیقی ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج پیدا کیا ہے (سکل داء، دواء)، اور اس علاج کو اپنے وسیع مطب، یعنی کرۂ ارض میں پھیلا دیا ہے۔ لہذا دوا کا استعمال بالکل جائز ہے، البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دوا کا اثر انداز ہونا اور شافی ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس لیے وہ جس طرح بیماری لاتا ہے اسی طرح شفا بھی دیتا ہے۔ ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے مشوروں پر عمل کرے۔ زیادہ تر بیماریاں چیزوں کے غلط استعمال، مشوروں سے بے پروائی، حد سے تجاوز، غفلت، عدم احتیاط اور گناہوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک اچھا ڈاکٹر مرض کے علاج کے ساتھ ساتھ مریض کو تسلی بھی دیتا ہے اور اسے پر امید رکھتا ہے۔ مریض کا کام یہ ہے کہ ڈاکٹر کے مشوروں پر یقین رکھے۔ اس طرح بالآخر مریض صحت یاب ہو کر پریشانی سے نجات پائے گا اور خدا کا شکر گزار ہوگا۔

مرض کی دوسری قسم وہم ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ اس لیے کہ وہم پر آپ جتنی توجہ دیں گے اتنا ہی وہ مضبوط ہوتا ہے اور دل و دماغ پر اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ اگر اس کی کوئی پروا نہ کریں تو آخر کار یہ ختم ہو جاتا ہے، جیسے اگر انسان مکیوں کے چھتے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے تو وہ یکجا ہو کر انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں لیکن اگر ان کو کچھ نہ کہیں تو وہ خود بخود منتشر ہو جاتی ہیں، یا کوئی آدمی اندھیرے میں رسی کو دیکھ کر سانپ گمان کر لے تو وہ خیال اس کے ذہن میں جڑ پکڑ لیتا ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ اس سے بے پروا ہو جاتا ہے تو اس پر جلد ہی واضح ہو جائے گا کہ یہ رسی ہے، سانپ نہیں۔ لہذا مرض کی حقیقت کو جان کر اللہ پر توکل کرنا چاہیے اور ذہنی الجھنوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہی مومنانہ رویہ ہے۔

بیسواں نسخہ: خلوص و محبت کا حصول

اے مریض بھائی! یہ بات ٹھیک ہے کہ آپ کی بیماری جسمانی درد و الم کا ذریعہ ہے لیکن ایک اہم معنوی لذت بھی آپ کا احاطہ کیے ہوئے ہے جو جسمانی درد کو بھلا دیتی ہے۔ اس لیے کہ

آپ کا جسمانی درد اُس رحم اور شفقت سے زیادہ اہم نہیں ہے جسے آپ نے بچپن کے بعد سے بھلا دیا ہے۔ وہ محبت و شفقت اب آپ کے والدین اور رشتہ داروں کے دلوں میں نئے سرے سے اُبھر رہی ہے۔ محبت و شفقت سے بھرے یہ جذبات اور بچپن کی یاد ایک بار پھر آپ کی روح کو تازگی بخشتی ہے۔ آپ کے احباب اور پیاروں کے دلوں سے وہ مخفی حجاب ایک بار پھر اٹھ رہا ہے اور وہ نئے سرے سے آپ کا خیال رکھنے کے لیے آپ کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ وہ آپ کی بیماری کی وجہ سے پیار و محبت کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہیں۔

آپ غور کریں کہ آپ کی یہ جسمانی تکلیف اُن خدمات و جذبات کے آگے کیا حیثیت رکھتی ہے جو اس تکلیف کے بدلے میں آپ کو محبت و شفقت کی صورت میں مل رہی ہیں۔ آپ کے تیش و دستوں میں اضافہ ہوا ہے، آپ انسان کی فطری شفقت اور رحم دلی کی بنا پر اُن کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ جب آپ بیمار ہو گئے تو گویا آپ نے مشکل ذمہ داریوں کو اٹھانے کا حوصلہ پایا۔ اب آپ نہ صرف مشکل کاموں کی مشقت سے آسانی گزر سکیں گے بلکہ اس میں آپ کو ایک لذت محسوس ہوگی۔ ان ساری معنوی لذتوں کے بعد آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنا رخ شکر کی وسعتوں کی طرف موڑ دیں اور شکوہ و شکایت کی کیفیت سے باہر نکل آئیں جو آپ کی عارضی تکلیف کی وجہ سے آپ کے اوپر غم و اندوہ کی صورت میں چھا گئی تھی۔

اکیسواں نسخہ: توکل اور تزکیہ نفس

اے فالج کی بیماری میں مبتلا بھائی! میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ فالج ایک مومن کے لیے بڑی برکت والی بیماری شمار کی جاتی ہے۔ یہ بات میں ایک عرصے سے نیک لوگوں سے سنتا تھا لیکن میں اس راز سے بے خبر تھا۔ اب یہ راز مجھ پر کھلا ہے۔ وہ اس طرح کہ: اولیاءے کرام دنیا کے بڑے بڑے معنوی خطرات سے بچنے کے لیے اور اخروی سعادت کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ اپنے ارادے سے دو بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

۱- پہلا یہ کہ وہ دنیا کے عارضی ہونے اور موت کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

۲- دوسرا یہ کہ نفسِ امارہ کو مجاہدوں اور روحانی ریاضیتوں کے ذریعے مار دیا جائے تاکہ اس کی ہلاکتوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

اے پیارے بھائی، جو اپنی آدھی صحت کھو چکے ہو! میں یہ دو آسان اور مختصر اصول آپ کے سپرد کر رہا ہوں جو آپ کے ابدی سعادت کے راستے کو آسان کر دیں گے اور وہ ہمیشہ آپ کو آخرت کی یاد دلائیں گے۔ اس کے بعد دنیا آپ کی سانسوں کو گھٹن زدہ نہیں کر سکے گی اور غفلت آپ کی آنکھیں اندھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گی، اور نہ نفسانی خواہشات آپ کو راستے سے بھٹکا سکیں گی حالانکہ فالج کی وجہ سے آپ کا آدھا جسم بے کار ہو گیا ہے۔ جب یہ ساری چیزیں آپ کو گمراہ کرنے میں ناکام ہوں گی تو آپ ان کے شر سے جلد از جلد نجات پالیں گے۔

مومن اگر ایمان، تسلیم و رضا اور توکل کی صفات سے متصف ہو تو وہ فالج جیسی بیماری کے ذریعے مختصر ترین وقت میں اتنا زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے جتنا ایک ولی اللہ سا لہا سال کے مجاہدات اور ریاضتوں سے بھی نہیں حاصل کر سکتا۔ اگر مومن ان صفات سے متصف ہو تو یہ بیماری کمزور ہوتی جاتی ہے اور اس کا برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

بائیسواں نسخہ: خصوصی نظرِ کرم

اے عاجز مریض، جو تہائی کی وجہ سے اجنبی سا ہو کر رہ گیا ہے! بیماری تو ایک طرف، اگر آپ کی اجنبیت اور کسی تیماردار کی عدم موجودگی، لوگوں کے دلوں کے آپ کی طرف مائل ہونے اور شفقت سے بھر جانے کا ذریعہ بنتی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ اس رحیم ذات کا جو تجلیات کی مالک ہے، آپ کی حالت سے بے خبر ہوگی؟ اس نے سورۃ فاتحہ میں اپنی کیفیت، اپنی اس عظیم الشان صفت کے ساتھ بیان کی ہے کہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اس کی شفقت اور رحمت کی ایک جھلک یہ ہے کہ ماں کے دل میں بچے کی پرورش کا جذبہ رکھ دیا ہے اور اس کی تجلی رحمت سے آخرت کی ابدی زندگی، جنت اور اس کی رنگینیوں کی صورت میں مجسم ہو جائے گی۔ آپ کا ایمان کے ذریعے اُس کے ساتھ نسبت پیدا ہو جانا، بیماری کی وجہ سے عاجزی پر آمادہ زبان سے اس سے التجا کرنا، اس سے امیدیں رکھنا اور اس کے سامنے عاجزی

کرنا ایک وسیلہ بن جاتا ہے جس کے ذریعے ذات باری تعالیٰ کی نظر رحمت آپ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ ایسی نظر کرم ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔

ذات موجود جب آپ کے اوپر نظر رکھے ہوئے ہو تو آپ کے لیے سب کچھ موجود ہے۔ حقیقت میں اجنبی اور تنہا تو وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور تسلیم و رضا کا رشتہ نہیں رکھتا اور نہ اس رشتے میں کوئی دل چسپی رکھتا ہے۔

تیسواں نسخہ: حقیقی شفا

اے بیمار بھائی! اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ ایک نفع بخش ربانی علاج کے محتاج ہیں اور آپ کو ایسی دوائی کی ضرورت ہے جو ہر بیماری میں کام دے کر لذتِ حقیقی سے سرشار کر دے تو اپنا ایمان تازہ کریں اور اس کو صیقل بنا دیں، یعنی توبہ و استغفار، نماز اور عبادت کے ساتھ تاکہ یہ آپ کی بیماری کے لیے علاجِ ربانی ثابت ہو۔

جو لوگ دنیا کی محبت اور اس کے ساتھ گہرے تعلق کی وجہ سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ گویا وہ دنیا کے بندے ہیں، ایسی صورت میں ایمان آگے بڑھتا ہے اور اس زوال و فراق کی ماری ہوئی حالت کے لیے شفا دینے والا مرہم پیش کرتا ہے جو ان زخموں اور ناسوروں سے نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔ دراصل ایمان ہی آدمی کو حقیقی شفا دیتا ہے۔

میں طوالت سے بچتے ہوئے مختصراً صرف یہ کہوں گا کہ:

ایمان کا علاج اپنا اثر اس طرح دکھاتا ہے کہ آدمی فرائض کی ادائیگی اور اپنی حد تک ان کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں غفلت، جہالت اور خواہشاتِ نفسانی اور ناجائز لہو و لعب اس علاج کے اثر اور کارکردگی کو ضائع کر دیتے ہیں۔

جب یہ حقیقت ہے کہ بیماری آنکھوں کے پردے ختم کرتی ہے، شہوت کی آگ کو بجھاتی ہے اور حرام لذتوں میں پڑنے سے روکتی ہے، تو کیوں نہ آپ اس سے فائدہ اٹھائیں اور توبہ و استغفار کے ساتھ دعا اور قبولیتِ دعا کی امید باندھیں، ایمان کے حقیقی علاج کو کام میں لائیں تاکہ حق تعالیٰ آپ کو حقیقی شفا سے سرفراز فرمائے اور آپ کی بیماریوں کو گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ

بنائے۔ آمین ثم آمین!
